

حضرت
عبدالمطلب
رضی اللہ عنہ

سیدنا یحییٰ بن عیسیٰ، شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ پاکستان

سائق الحریض

حضرت
عبدالمطلب
رضی اللہ عنہ

سید ریاض حسین شاہ

خیابان سرسید سیکرٹری راولپنڈی
ادارہ تعلیمات اسلامیہ فنون : ۱۸۶۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظر مائی رشتے بڑے محکم ہوتے ہیں۔ لیکن خونی رشتے جب اعتقادی نالوں سے ہم آہنگ ہو جائیں تو تہذیب و تمدن اور معاش و معاشرت کو بڑی مضبوط اساس میسر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن انقلاب اور حسن نظام کے لئے سب سے پہلے اپنا سارا تحریمی دباؤ اپنے کعبے قبیلے پر ڈالا اور دعوت کے لئے کام کا آغاز اپنے نگر سے فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک اقدام قرآن مجید کی اس ہدایت کے عین مطابق تھا۔

وَأَسَدِ رَحْمَتِيْكَ الْاَوْسَابِيْنَ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام نور آفرین اور دعوت تقدیر بدل کے لئے سب سے پہلے جن لوگوں نے دامن پسار، کون نہیں جانتا کہ ان میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست آتا ہے داعی کا گھر اس کے حسن یا قبح کی دلیل ہوتی ہے۔ سجا طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں کے ایمان لانے پر خوش ہوتے۔ اور ان کی دین سے دوری پر آپ کو قلع ہوتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دم یہ کوشش رہتی کہ وہ فیض رحمت افزوجہ آدمیت اور انسانیت کے لئے باعث سعادت ہے۔ کسی بھی طرح آپ کا خاندان اس سے محروم نہ رہے۔ یقیناً یہ آپ کی کریمانہ توجہ ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کے اقارب تاریخ ساز ثابت ہوئے۔

وہ لوگ جنہوں نے صنوم ہستی پر اپنے جلی کار ناموں کا نور کجگیر ان میں
ایک حضرت عباس بن عبد المطلب بھی تھے۔

عرب معاشرہ میں حضرت عباس بن عبد المطلب کی حیثیت معمولی نہ تھی۔ وہ
محل کے آدمی تھے۔ مجلسیں ان کے نام سے سبھی تھیں۔ کوئی بھی اہم فیصلہ ان کی رائے کے
بغیر وٹوار ہوتا۔ قریش مکہ انہیں "ذوالرأی" کے لقب سے یاد کرتے۔ زائرین کعبہ کی
خدمت کے لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پیش پیش رہتے۔ پانی پلانے کی ذمہ داری
حضرت ہی کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی عمر میں اتنا زیادہ فرق نہیں تھا۔ نہ ف
دو تین سال ہی چھوٹے بڑے تھے۔ لیکن احترام کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی پوچھتا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں یا آپ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے سالوں میں
عمر میری زیادہ ہے اور بڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رشتہ میں حضرت عباس
رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا گتے تھے۔ لیکن محبت کی اساس چچا بھتیجا
ہونے سے زیادہ حُسن عادات کی ہم آہنگی تھی۔ حضرت عباس سخی فیاض اور عزیز پُر
تھے۔ بنو ہاشم کے ضرورتمندوں کی کفالت کرنا آپ اپنی زندگی کا حصہ بنائے ہوئے
تھے۔ تدبیر فرست اور معاملہ فہمی جیسے آپ ہی کا خزانہ ہو۔ یقیناً حضرت عباس رضی
اللہ عنہ کی زندگی میں یہی وہ بہترین عناصر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے لگاؤ
رکھتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت دعوت حق کا آغاز فرمایا تا ما قبلت انہیں
لوگ آپ کی راہوں میں روٹے امکانے لگے۔ مخالفت اور مخالفت کی آنکھیاں پلٹنے
لگیں۔ پرانی پرانی رفاقتیں دشمنیوں میں بدلنے لگیں اور رشتہ دارنسب حسب بھونکے
لگے ایسے سنگین حالات میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ظن دار رہے۔ اور آپ کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کیا۔

بعض لوگ مُصر رہتے ہیں کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک
خاندان میں کوئی کمی نظر آئے اور وہ اسے ہوا دیں۔ فحک کہ یہ کجی اعتقاد ہی نقطہ نظر سے

مناسب نہیں۔ مورخین میں سے بعض ایسے ہیں کہ جنہوں نے لکھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ یا اس سے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن قرآن و شواہد اس بات پر دال ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہما کی فہرست میں آتے ہیں۔ رہا ان کا اسلام چھپانا تو یہ تحریک حق اسلام کی ضرورتوں کے لئے تھا۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں لکھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی خبریں لکھ لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا کرتے تھے۔ تحریک حق کے لئے سراغ رسانی کے کام کی اہمیت کا اندازہ دفاعی مشاق ہی کر سکتے ہیں۔ اسلام کے اوائل دور میں بے شک یہ اہم کام حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی بہتر طریقے سے سرانجام دے سکتے تھے۔ اور بلاشبہ اسلام کی یہ خدمت حضرت نے بدرجہ احسن نبہائی۔

حضرت ابو رافع کی ایک حدیث ہے۔ آپ فرماتے ہیں
 كُنْتُ غُلَامًا لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَكَانَ الْإِسْلَامَ
 قَدْ دَخَلَنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ فَاسْتَلَمَ الْعَبَّاسُ، وَ
 اسَلَّمْتُ أُمَّ الْفَضْلِ، وَاسَلَّمْتُ !!
 وَكَانَ الْعَبَّاسُ يَكْتُوُ اسْلَامَهُ

” میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا “
 اور اسلام ہم گھر میں رہنے والوں پر داخل ہو چکا تھا !!
 ” پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسلام لائے “
 ” اُمّ فضل اسلام لائیں “
 ” اور میں بھی اسلام لایا “

صرف اتنا ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے اسلام کو چھپاتے رہے۔
 یہ روایت بذات خود اس امر کا کھلا ثبوت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

سے پہلے اسلام لائے تھے۔

- ” حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عزمِ محترم “
” خاندانہ عبد المطلب کی نازش “
” فطانتِ قریش کی تابندہ دلیل “
” شوریٰ و مشاورت کے اصول دان “
” حرمین شریفین کے ساتھیِ محترم “
” تحریکِ نبوت کے رازبان “
” اقدارِ مہر و وفا کے پاسبان “
” حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حسن سیرت میں معروف تھے اور جمالِ صورت میں مشہور۔
عربوں میں آپ کی طولانی قدرت ضربِ المثل تھی!

کتابی چہرہ

شہابی زنگت

نازک جلد

لطیف نظریں

اور

مدبرانہ ادائیں

خاندانِ نبوت کی بہترین دلیل تھیں “
نظریں اٹھتی تو بطلِ قریش دکھائی دیتے ،

اور

نگاہیں جھکتیں تو خاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا پورا منظر
سامنے آجاتا۔

” اُمّ القریٰ کے ٹیلوں کے سائے میں خدا کے محبوبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب

دعوت کا نور بکھیر رہے تھے۔ صدیق رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ تو ان کے ساتھ تھے ہی حضرت ابوطالب اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی پروانہ وار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے رہے تھے۔ رات ہوتی یاد ان حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی کوشش کرتے۔ بنو کنندہ۔ بنو ثقیف۔ بنو بکرہ اور بنو عامر وغیرہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت توحید دی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ”ہجرت مدینہ“ کی دعوت دی گئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ سے جو گفتگو فرمائی، تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اوس اور خزرج کو

مناطب کر کے ارشاد فرمایا

يا معشر الخزرج !!

ان مُحَمَّدًا مِمَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ

وَقَدْ مَنَعْنَا هُمِنْ قَوْمِنَا هُوَ فِي عِزِّ مِثْقَلِ قَوْمِهِ

وَمُنْعُهُ فِي بَلَدِهِ وَانَّهُ تَدَاوَى الْاِغْيَارِ

إِلَيْكُمْ وَاللَّحُوقُ بِكُمْ

فَانْكرو

صفرابی العرب کیف تقاقلون عدوکم

اے گروہ خزرج !!

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں جو مقام رکھتے ہیں اس سے تم بخوبی

واقف ہو۔

ہماری قوم میں ہم سب ان کے محافظ ہیں۔ وہ اپنی قوم میں عزت رکھتے

ہیں لیکن انہوں نے اب تمہارے پاس آنے کا فیصلہ کر ہی لیا

ہے تو

تم اس وقت جانتے ہی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلانے کا
 مطلب کیا ہے۔ پورا عرب متحد ہو کر تم پر حملہ کر سکتا ہے۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ جنگ کے
 کہتے ہیں اور تم دشمن سے کیسے لڑو گے .. . ؟؟
 حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کھڑے ہوئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے
 خطبہ پر یوں تبصرہ فرمایا :

نحن
 والله !!
 اهل الحرب
 غدينا بها
 ومرنا عليها

وررثناها عن اباؤنا كما برأفكا براءا .. منى بالذبل
 حتى نفسي، شؤن طاعين بالرماح حتى تكسر، شؤن نفسي
 بالسيوف فنضارب بها حتى يموت الاعبل منا او من عدونا

ہم
 اللہ کی قسم
 جنگجو لوگ ہیں

لڑائی ہم نے گڑھی میں لی ہے اور فن حرب و ضرب ہمیں وراثت میں ملا
 ہے۔

ہم دشمن پر تیر پھینکیے ہیں۔ جب وہ ٹوٹ جائیں تو پھر نیزوں سے
 حملہ کر دیتے ہیں۔ وہ بیکار ہو جائیں تو پھر تلواریں چلتی ہیں۔ یہاں تک کہ یا موت
 ہمیں آتی ہے اور یا پھر ہمارا دشمن برباد ہو جاتا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ مان لیا کہ تم جنگ آزما لوگ ہو
 حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خطبے کا صاف مطلب حالات سے پر وہ ہٹانا

تھا اور بے شک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بصیرت نے ایمانی اور اعتقادی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب کر دیا تھا۔

مدینہ شریف کی بات ہے کہ لوگ فوج در فوج حضور رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن نور سے وابستہ ہو رہے تھے۔ مدینہ شریف کے افق سے سراج حق و بجا و جلال طلوع ہو رہا تھا اور دوسری طرف افق مکہ سے جہالت کی گھنگور گھٹائیں اس کا رستہ روکنے پر مصرتھیں۔ مکہ شریف کے تاریک ماحول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ شبانہ روز فراست و حکمت کے چراغ روشن کر رہے تھے۔ آپ کی ہر دم یہ کوشش رہتی کہ بغض اور حسد کی جلتی انگلیٹھیاں ٹھنڈی پڑ جائیں۔ اور کفر کو جرات نہ ہو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اترے اس سے برعکس اللہ کو یہ منظور تھا کہ کفر اسلام کے اور باطل حق کے مقابلے میں ائے تاکہ اسے کاری سزا لگائی جائے اور لوگوں پر کھل جائے کہ دین صرف سجدوں میں منہ لینے کا نام نہیں بلکہ جان دینے اور لینے کی بازی ہے۔ حالات ضرب و حرب کے بنتے جاتے اور مکہ شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دشواریاں بڑھتی جاتیں۔ ایک طرف ایمان کی ساکھ کا مسئلہ تھا تو دوسری طرف اپنی حقیقی حالت چھپانے کی فکر۔ ایک مورخ کے لئے یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کفار کی ایک ایک حرکت سے واقف تھے۔ اس کے پس منظر میں کوئی نہ کوئی خفیہ ہاتھ ضرور آپ کی مدد کر رہا تھا۔ اہل عقل کے لئے یہ کہہ دینا ہرگز کافی نہ ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق و باطل کی جانگسل جنگ میں صرف روحانی لوازمات پورے فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فعل کو علت اور سبب کے ناطے پر کھا جاسکتا ہے۔ اسی حقیقت کی روشنی میں ان مورخین کی بات قطعاً صداقت پر مبنی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کا خفیہ کام کرنے والے سپاہی تھے۔

آسمان نے یہ منظر بھی دیکھا کہ اہل باطل کیل کانٹوں سے لیس ہو کر اہل حق کے مقابلے میں اترے۔ بدر کے میدان میں جب قریش غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مقابلہ میں صفیں درست کرنے لگے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی جالات کی زنجیروں میں گرفتار کفر کی فوج میں نظر آنے لگے بحقیقت کی یہ صحیح تصویر حقیقت ہی کی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر ارشاد فرمایا کہ دوران جنگ عباس اور ابو الجحری کو قتل کرنے سے گریز کیا جائے۔ بعض بزرگوں نے تعمین کی کہ ایسے نہیں ہو سکتا۔ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جالات مآب ہو کر فرمانے لگے کیا عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کے قابل ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری دیکھ کر معترض بزرگوں نے معذرت چاہ لی اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے درگزر فرمایا۔

"غزوہ بدر" میں حسن اتفاق کہ اسیروں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی شامل مدینہ لائے گئے۔ رات کو مشکیں کس کر باندھ دیئے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی رات بے چین پایا گیا۔ پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے پنی کی وجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا قرار دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت کا پاس رکھتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس مساوات رکھتے ہوئے تمام قیدیوں کے بند ڈھیلے کر دیئے۔

بدر کے قیدیوں کو جب فدیہ لے کر چھوڑا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی

رہا کر دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش ظاہر فرمائی کہ عباس رضی اللہ عنہ ادھر ہی رہ جائیں۔ لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے مکہ جاؤں گا اور پھر وہاں سے ہجرت کی نیت سے مدینہ کی طرف کوچ کروں گا۔ اس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے گئے اور پھر راہ خدا میں ہجرت فرمائی اور جاں نثاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ میں خمیر پہنچ کر شامل ہو گئے، اور پھر سائے کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

لگے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِنَّمَا الْعَبَّاسُ صَنَوَالِي

فَمَنْ أَذَى الْعَبَّاسِ فَقَدْ أَذَى

عباس رضی اللہ عنہ میرے والد کی نشانی ہیں

جس نے عباس رضی اللہ عنہ کو ایذا دی اس نے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا

دی ۔

حُبِّ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِثَارِهِ قَائِلَةٌ حَقٌّ جَوْسْتَانُ وَارِأَيْنِي
قَائِدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي مَعِيَّتِ فِي فِتْحِ مَكَّةَ كَيْ لَيْتَ بَطْحَا. حَضْرَتِ عَبَّاسِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، اس میں شامل تھے۔ اس موقع پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام
لانے کا سبب بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ بنے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ جب واپس لوٹنے لگے تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر
کھڑا کر دو تاکہ وہ اسلامی لشکر کا جلال اور ایمانی دلولہ دیکھے۔ حضرت عباس رضی اللہ
عنہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے اور جب تک سارا اسلام
لشکران کے سامنے سے نہ گزر گیا وہ اُدھر ہی کھڑے رہے۔

فِتْحِ مَكَّةَ كَيْ بَعْدُ !!

مَعْرَكَةُ حُنَيْنٍ كَرْمٌ هُوَ

نِيْرُوں اوتیروں کی بارشس ہونے لگی

سلمان !!

آج زعم ہوا کہ ہم کثرت میں ہیں ہمیں

کون شکت دے سکتا ہے

اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی اور پھر

ہوا جو ہوا !

نقصان اور خسار

ہنگامہ مچا اور فتنہ و فساد میں لوگ آگے پیچھے

بھاگنے لگے

ان ناریخیز اور کلفت ماب گھڑیوں میں بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ثابت قدم رہے اور آپ کی سفید خچر کا عنان ناز حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے

تھامے رکھا۔ ورنہ حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی۔

إِلَىٰ أَيْنَ آتِيهَا النَّاسُ

هَلِّمُوا إِلَيَّ

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ

کہاں جا رہے ہو لوگو

میری طرف آؤ

میں اللہ کا نبی ہوں جھوٹا نہیں

عبد المطلب کافر زند ہوں۔

مورخین لکھتے ہیں کہ ان نازک حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ

فصل رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ، ربیعہ رضی اللہ عنہ، اسامہ رضی اللہ عنہ، امین رضی

اللہ عنہ اور تھوڑے سے لوگ اور رہ گئے تھے۔

اور پھر وہ عورت کیسے بھولے گی جس نے بھلی کی طرح کوند کر سواری سنبھالی

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حفاظت کے لئے پسلی بحالہ تھیں۔ پیٹ میں

بچے نے حرکت کی تو دوپٹے سے پیٹ کو کس کر باندھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا :-

اُمّ سلیم تو

۹۹

فرمانے لگیں ہاں یا رسول اللہ !!
 ”میں کہہ رہا ہوں آپ پر قربان جنہوں نے
 آپ کو اکیلا چھوڑا ہے وہ قتل کے سزاوار ہیں
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 إِنَّ اللَّهَ قَدْ كَفَى !!
 بیشک اللہ کافی ہے !!

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جبیر الصوت بزرگ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ”عباس لوگوں کو میری طرف بلاؤ۔ یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی تھے کہ
 جنہیں کی پتی فضاؤں میں نعرہ زن ہوئے !!

یا معشر الانصار !!

یا اصحاب البیعة !!

اے انصار کے گروہ !!

اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والو !!

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نہ اکیلا لگائی کہ ہر طرف سے لبیک لبیک
 کی صدائیں گونجنے لگیں اور ایک بار پھر جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو
 فتح و نصرت سے نوازا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے لے کر حجۃ الوداع تک ہر مشکل اور اہم
 معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
 حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حد درجہ تک عزت اور تکریم فرماتے۔ مجلس میں آپ کو دائیں
 جانب بٹھایا جاتا۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں
 جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجلس
 میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ ان کے لئے خالی کر دی
 اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اہل فضل کی فضیلت اہل فضل ہی جانتے

آپ پر گریہ و زاری کی کیفیت طاری رہتی۔ خدا ترسی کا یہ عالم تھا کہ لوگ آپ کے وسیلہ سے دعا نہیں مانگتے۔

سزا کی بات ہے !!

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ

”خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

عوس البلاد میں قحط پڑ جاتا ہے !!

لوگ نماز استسقام ادا کرتے ہیں۔

گناہوں کی معافی مانگی جاتی ہے۔ تسبیح و تہلیل

گریہ و زاری، آہ و بکا اور نالہ و فغاں !!

یہ سمت جو سوچی دعا اور یہی طلب

کہ مولانا کریم باران رحمت !!

اور

باران رحمت !!

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تدبیر سوچتی ہے اور آپ اپنا دلہنا

باتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ڈال کر دعا فرماتے ہیں !!

اے ہمارے رب !!

ایک وہ وقت تھا کہ تم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش

مانگتے تھے۔

اور آج !!

ہم !!

تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تم مکرم عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے باران

رحمت طلب کرتے ہیں

مولا بارش عطا فرماوے !!

مسلمان ابھی اپنی جگہ بھی نہ چھوڑ پائے تھے کہ جل تھل ہو گیا۔ مدینہ کی گلیاں اب رحمت سے دھل گئیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لوگ مبارک دینے لگے اور آپ کے ہاتھ چومنے لگے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

هٰنَاكَ

ساتی الحرمین

ساتی سحر میں آپ کو مبارک ہو۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا

اس لئے !!

کہ آپ جانتے تھے

کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ والوں سے زکوٰۃ لینے کی ذمہ داری سونپی، اور آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے زکوٰۃ طلب کی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا، بات جب دربارِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے دو سال کی زکوٰۃ پہلے ہی وصول کر رکھی ہے، عمر رضی اللہ عنہ !!

تہیں عم بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ جانا چاہئے۔

اس لئے کہ والد اور چچا ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہوتی ہیں۔

جموعۃ المبارک کی پاک ساعتیں تھیں

اور

رجب المرجب کی ۱۲ یا پندرہ تاریخ اور ۲۲ھ

کہ

”فخر البلاء“ مدینہ شریف میں کسی نے ندائے گائی

کہ عم بنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ مدینہ کی گلیاں اور کوچے

لوگوں سے بھر گئے۔ کہتے ہیں، اہل مدینہ نے لوگوں کا اتنا ہجوم اس سے پہلے نہیں دیکھا

تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاندانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدتمندوں نے بصد آہ و کراہ اور گریہ و بکا عم بنی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفنایا اور اس طرح

ایشاد و مروت

تقویٰ و ورع

خلوص و محبت

مہر و وفا

خوف و رجا

مواسات و اخوت

درد و عشق

شجاعت و عدالت

علم و عمل

آگہی و عرفان

نور و رحمت

طہارت و عفت

اور

برو احسان کا مجسمہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نیک لوگوں کے

ساتھ بیٹھی اور ابدی نیند سو گیا۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے پیچھے آٹھ بیٹے اور

چار بیٹیاں چھوڑیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ ہی کے چراغِ تربیت کی ایک نورانی کرن تھے۔

عم بنی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

ساتھ انحراف سے کو امت کا سلام



حرف حرف دھڑکتا ہوا
لفظ لفظ بولتا ہوا، بات بات من میں اترتی ہوئی !

حضرت علامہ رضی اللہ عنہما صاحب سید ریاض حسین صاحب

کی فکرِ سران سے منور اور عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی روح پرور انقلاب انگیز
تصانیف خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے۔

قرآن حکیم کی بحال آراء اور حکمت افروز تفسیر
علمی و فنی ان اطلاعات کا نادر مجموعہ

پیرشد الکریم حضرت لالہ جی محمد حبیب شید قدس سرہ العزیز کی محافل
نور کی حکایات مہر و محبت
اخلاقی اور روحانی زوال کی مہیب تاریکیوں میں ملت اسلامیہ
کیلئے حیاتِ جاودال کا پیغام
خوابِ غفلت میں ڈوبے ہوئے افراد ملت کے
لیے دعوتِ عمل

حسبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاں نواز کیفیات
کی ایمان افروز تفصیل
فلسفہ عبادت پر ایک منفرد تخریر

تقویٰ کی کیفیتوں اور تقاضوں پر مشتمل ایک
حسین تصنیف

تبصرہ (سورہ یوسف سورہ نین)

معجم اصطلاحات

سناہل نور

صبحِ زندگی

صغیر انقلاب

پر وقار محبتِ عزت نواز عشق

سراغِ زندگی

حقیقتِ تقویٰ

◆ میلاد النبی بیانِ برکت ◆ حسن السمیت ◆ فکر بنات ◆ فکر شباب ◆ معیارِ عمل ◆ پارہ امانت
◆ سالم مولیٰ ابی حذیفہ ◆ ابو درودا ◆ عبدالرحمن بن عوف ◆ جعفر بن ابی طالب ◆ مصعب الخیر
◆ عباس بن عبد المطلب ◆ صہیب بن سنان ◆ بلال حبشی
◆ ابو ایوب انصاری

حرف حرف دھڑکتا ہوا
لفظ لفظ بولتا ہوا، بات بات من میں اترتی ہوئی !

حضرت علامہ رضی اللہ عنہما صاحب سید ریاض حسین صاحب

کی فکرِ سران سے منور اور عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی روح پرور انقلاب انگیز
تصانیف خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے۔

قرآن حکیم کی بحال آرا اور حکمت افروز تفسیر
علمی و فنی ان اطلاعات کا نادر مجموعہ

پیرشد الکریم حضرت لالہ جی محمد حبیب شید قدس سرہ العزیز کی محافل
نور کی حکایات مہر و محبت
اخلاقی اور روحانی زوال کی مہربان تارکیوں میں ملت اسلامیہ
کیلئے حیاتِ جاودال کا پیغام
خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے افراد ملت کے
لیے دعوتِ عمل

حسبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاں نواز کیفیات
کی ایمان افروز تفصیل
فلسفہ عبادت پر ایک منفرد تخریر

تقویٰ کی کیفیتوں اور تقاضوں پر مشتمل ایک
حسین تصنیف

تبصرہ (سورہ یوسف سورہ نین)

معجم اصطلاحات

سناہل نور

صبحِ زندگی

صغیر انقلاب

پر وقار محبتِ عزت نواز عشق

سراغِ زندگی

حقیقتِ تقویٰ

◆ میلاد النبی بیانِ برکت ◆ حسن السمیت ◆ فکر بنات ◆ فکر شباب ◆ معیارِ عمل ◆ پارہ امانت
◆ سالم مولیٰ ابی خدیفہ ◆ ابو درودا ◆ عبدالرحمن بن عوف ◆ جعفر بن ابی طالب ◆ مصعب الخیر
◆ عباس بن عبد المطلب ◆ صہیب بن سنان ◆ بلال حبشی
◆ ابو الیوب انصاری